

ڈسٹرکٹ گزینیٹر رز

ملیان ڈویژن

(1947)

تالیف: شفقت تنوری مرزا

مشعل

آر-بی 5، سینئر فلور، عوامی کمپلیکس

عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور 54600، پاکستان

ڈسٹرکٹ گزینشرز

ملکان ڈویژن

(1947)

تألیف و ترجمہ: شفقت تنور مرزا

کاپی رائٹ اردو © 2011 مشعل بکس

ناشر: مشعل بکس
آر ابی / 5، سینئر فلور،
عوامی کمپلکس، عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن،
لاہور 54600، پاکستان

فون: 042-35866859

Email: mashbks@brain.net.pk
<http://www.mashalbooks.org>

ملتان ڈویژن

اضلاع

- ۱۔ ملتان (خانیوال، وہاڑی اور لودھرائی)
- ۲۔ ڈیرہ غازی خان (راجمن پور)
- ۳۔ مظفرگڑھ (لیہ)
- ۴۔ منگری (اوکاڑہ، پاک پتن)
- ۵۔ جھنگ
- ۶۔ چناب کالونی: فیصل آباد (ٹوبہ ٹیک سنگھ)

MashalBooks.org

ترتیب

7 1- ملکان ڈویژن

موجودہ اضلاع: ملکان، خانیوال، وہاڑی، لودھرال

209 2- ڈیرہ غازی خان

موجودہ اضلاع: ڈیرہ غازی خان اور راجن پور

263 3- ضلع مظفر گڑھ

موجودہ اضلاع: مظفر گڑھ اور لیتے

295 4- ضلع منگری

موجودہ اضلاع: ساہیوال، اوکاڑہ اور پاکپتن

339 5- ضلع جنگ

361 6- چناب کالونی سابقہ لاکل پور

موجودہ اضلاع: فیصل آباد اور ٹوبہ نیک سنگھ

MashalBooks.org

صلح ملتان

موجودہ ملتان، خانیوال، وہاڑی، لودھراں

(گزٹپیر 1901-1902ء)

قدیم تاریخ..... 700 عیسوی تک

جزل سراء کنگھم نے اپنی کتابوں اینشٹ جیوگرانی آف انڈیا (ہندوستان کا قدیم جغرافیہ) اور آرکیو لا جیکل سروے رپورٹ میں ضلع کے قدیم آثار اور تاریخ کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ شہر ملتان کے مختلف ناموں مثلا جب اسے سورج دیوتا کے مندر کا نام دیا گیا اور اس طرح کے ناموں کے بارے میں کسی اور جگہ تفصیل بیان کی گئی ہے۔

در اصل 800ء میں ملویوں کے آنے سے پہلے عملاً ملتان کی کوئی تاریخ نہیں تھی۔ ہاں یہ یقین امر ہے کہ سکندر راس علاقے 32-325 قبل مسیح میں گذر اتھا لیکن اس کی راہ گذر کا واضح طور پر تعین کرنا ناممکن ہے۔ اس کے محلے کے بارے میں تفصیلات کنگھم کی کتابوں، پینبری کی قدیم جغرافیہ ہند اور اس گزٹیئر کے آخری ایڈیشن میں دی گئی تھیں مگر اس عہد کی نشانیوں کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ قیاسی ہے۔ چنانچہ گزٹیئر کے اس ایڈیشن (1901-1902) کے لئے یونانی مورخ ارائے کے ذکرے سے کچھ تفصیلات لی گئی ہیں ان تفصیلات سے قاری ضرور اپنے نتائج اخذ کر سکتا ہے۔ ارائے لکھتا ہے کہ سکندر چناب اور جہلم کے سامنے (یعنی آج کے تریموہ ہیدر پورے) سے جب آگے پڑھاتا تو آگے صحر اتحاد میں وہ ملویوں کا تعاقب کرتے ہوئے ان کی ایک بڑی بستی پڑوٹ پڑا (جزل کنگھم کا کہنا ہے کہ یہ سنتی آج کا کوت کمالیہ ہے) ارائے لکھتا ہے

”سکندر نے جب کھانا کھایا اور رات کی پہلی گھنٹی تک فوج کو بھی استانے دیا، تو پھر سفر شروع کر دیا اور ساری رات خاصی دور تک چلتے ہوئے ”ہایڈر روٹس (راوی) کے کنارے پہنچ گیا جہاں جا کر اسے پتہ چلا کہ بہت سے ملوئی لوگ پہلے ہی دریا پار چلے گئے ہیں اور بہت سے دریا عبور کرتے رہے اور اس نے بھی چناب دریا کو عبور کیا۔ پھر جن ملویوں نے اس سے لڑائی

ملوئی غالباً ملاوہ لوگ ہیں جن کا ذکر ہوا بھارت میں بھی آیا ہے۔

جاری رکھی اور جواب فرار اختیار کر رہے تھے سکندر نے ان کا تعاقب کیا بہت سوں کو قتل کر دیا کئی ایک کو قید کر لیا مگر بہت سے نئے نکلنے میں کامیاب بھی ہو گئے اور انہوں نے ایسی جگہ پر ڈریہ جمالیا جو قدرتی طور پر ان کے لیے بڑی مفید تھی دراصل یہ ایک قلعہ تھا۔ دراثا نجہب پیادہ فوج بھی سکندر سے آن ملی تو اس نے جزل پیتوخون کی قیادت میں ایک بریگیڈ اور دو دستے گھوڑ سوار کو ان مفروروں کے تعاقب میں بھیجا۔ اس فوج نے اس قلعہ بند مقام پر حملہ کیا اور پہلے ہی ہلے میں اس پر قبضہ کر لیا، جو ملوٹی اس قلعے کے اندر آئے تھے انہیں غلام بنالیا جو باقی تھے وہ مارے گئے پیتوخون اور اس کی فوج کا کام مکمل ہوا تو وہ واپس کمپ میں آ گئے۔

اس کے بعد سکندر نے بیجن (براہمن؟) اشہر پر حملہ کیا جس کے بارے میں اسے پہتے چلا تھا کہ ملوٹیوں نے وہاں پر پناہ حاصل کی ہے۔ وہاں پہنچ کر سکندر نے خود مختلف دستوں کی قیادت کرتے ہوئے دیوار پر یلغار کر دی۔ لوگ دیوار پر تھے جب فصیل کو چاروں طرف سے گمرا دیکھا اور (میراں) وغیرہ کی بارش بھی ہونے لگی تو وہ پیچھے ہٹے اور قلعے کے اندر جا کر اپنا دفاع کرنے لگے، جب یہ لوگ بھاگ کر قلعے کے اندر گئے تو کچھ مقدونی سپاہی بھی تعاقب کرتے ہوئے قلعے کی طرف گئے، ملوٹیوں نے ان کو دیکھا تو لھیر کر مارنا شروع کر دیا، کچھ مقدونی نیچے گئے مگر پیچیں کے قریب مار دیئے گئے۔ اس پر سکندر نے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ چاروں طرف سے قلعے کی دیوار پر چڑھ جائیں۔ دریں اشائے مقدونیوں نے ایک برج گرا لیا اور دوسرے جوں کے درمیان دیوار میں نقب لگ گئی تو اب قلعے کے اس حصے پر حملہ بہت آسان ہو گیا۔ دیوار پر چڑھنے اور حملہ کرنے میں سب سے آگے خود سکندر تھا جب مقدونی سپاہ نے یہ دیکھا تو مارے شرم کے انہوں نے بھی یلغار کی اور فصیل کے بہت سے حصوں پر چڑھ گئے اور پھر جلدی ہی قلعہ فتح ہو گیا، بعض ہندوستانی باشندوں نے اپنے گھروں میں گھس کر آگ لگائی اس طرح خود بھی مارے گئے تاہم قلعے کے بڑے حصے پر ملوٹی لوٹنے رہے اور مقدونیوں نے مز کراس پر قبضہ کیا۔ اس لڑائی میں کوئی پاٹنچ ہزار بہادر ملوٹی لڑتے ہوئے مارے گئے، بہت تھوڑی تعداد میں گرفتار ہوئے انہیں غلام بنالیا گیا۔

سکندر فوج کے آرام کی خاطر ایک دن وہاں رکا اگلے روز اس نے ملوٹیوں کے باقی ماندہ علاقے پر حملہ کیا جو اکثر اپنے شہر اور گاؤں چھوڑ گئے تھے اس نے اندازہ کیا کہ یہ لوگ ریگستان کی طرف نکل گئے ہیں۔ چنانچہ فوج کو مزید ایک دن ستانے کا موقع دیا گیا۔

۱۔ کننگهم کے خیال سے یہ مقام تمثیلہ کا قلعہ تھا۔

اگلے روز اس نے پتوحون اور ڈیمپر ڈس گھوڑ سواروں اور ان کے اپنے پیادوں کے ساتھ واپس دریا پر بیچ جائیں۔ اس مشن کے لیے جتنی بھلکی ہتھیار بند پیدل فوج درکار تھی وہ بھی ہمراہ کر دی۔ سکندر نے حکم دیا کہ دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ جنگل بھی ہیں یہ فوج دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھے اور جنگلوں میں جہاں کہیں ملوٹی نظر آئیں ان میں سے جو ہتھیار ڈال دے یا معانی مانگ لے اسے چھوڑ کر باقی سب کو قتل کر دیا جائے۔ فوجیوں نے ان دو جرنیلوں کی قیادت میں بے شمار ملوٹیوں کو پکڑ کر ہلاک کر دیا۔

اس کے بعد سکندر نے ملوٹیوں کے سب سے بڑے شہر کا رخ کیا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ دوسرے علاقوں سے بہت سے ملوٹی اس شہر میں آن اکٹھے ہوئے ہیں تاہم جب انہوں نے یہ سنا کہ سکندر اسی شہر کی طرف آ رہا ہے تو اس شہر سے بھی نکل گئے اور دریا کو عبور کر کے سکندر کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے کے لیے کنارے کے ساتھ ساتھ آن بیٹھے۔ دریا کے کنارے بہت گھرے یا عمودی اور اوپنچ تھے۔ سکندر کو جب یہ خبر ملی تو اس نے سارے گھوڑ سواروں کو ساتھ لیا اور دریا کے کنارے کنارے وہاں وہاں پہنچا جہاں جہاں ملوٹیوں کے اکٹھے ہونے کی اسے اطلاع ملتی تھی، پیدل فوج سے کہا کہ ان کے پیچھے پیچھے آئے۔ چنانچہ جب اس مقام پر پہنچا جہاں دوسرے کنارے پر ملوٹی اکٹھے ہوئے تھے تو اس نے ان کو للاکارا اور گھوڑوں کو دریا میں ڈال دیا۔ جب دشمن (ملوٹیوں) نے سکندر کو دریا کے عین درمیان میں دیکھا تو وہ جلدی سے مگر لظم و ضبط کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے۔ سکندر کی ساتھ گھوڑ سوار فوج تھی۔ سکندر نے اسی فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ جب ملوٹیوں نے دیکھا کہ اس کے ساتھ صرف گھوڑ سوار فوج ہے تو وہ پلٹ پڑے ان کی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔ انہوں نے زبردست لڑائی شروع کی۔ اب سکندر نے دیکھا کہ اس کی پیدل فوج پیچھے ہے اور ملوٹیوں کی فوج کی صفائی رائی بہت عمدہ ہے تو اس نے ان کے آس پاس مگر خود کو فاصلے پر رکھ کر جھپڑ پیش شروع کیں۔ دریں اثناء سکندر کی ایگر پینٹین پیدل فوج اور دوسرے ہلکے ہتھیار بند پیدل فوجی جن میں بڑے منتخب سپاہی شامل تھے پہنچ گئے اس کی ساتھ ساتھ تیر انداز دستے بھی آئے باقی کی پیدل فوج بھی اب اتنی قریب تھی کہ اسے دیکھا جا سکتا تھا۔ جب ہندوستانیوں نے یہ فوج دیکھی تو وہ دہل گئے اور انہوں نے اپنے قریبی سب سے بڑے شہر کی طرف تیزی سے بھاگنا لے اس سے عموماً ملکاں شہر مراولیا جاتا ہے۔ غالباً شاخت توجی ہے مگر منذ کہہ بالا اقتباس کی مدد سے اس شہر کی شاخت کوئی ایسی آسان نہ تھی۔

شروع کر دیا۔ یہ بہت ہی مضبوط شہر تھا۔ سکندر نے بہت سے ملویوں کو تیج کر دیا تھی شہر پناہ کے اندر داخل ہو گئے۔ چنانچہ پہلے تو گھوڑا سوار فوج کی مدد سے شہر کو گھیر لیا پھر جب پیلی فوج آئی تو اس نے باقی دن کے لیے فوج کو چاروں طرف پھیلایا گیا۔ اس نے کہ حملہ کرنے کے لیے وقت (دن کا) بہت تھوڑا رہ گیا تھا اور فوج بھی بڑی تھکی ہوئی تھی۔ پیلی فوج نے بڑا فاصلہ طے کیا تھا جبکہ گھوڑا سواروں نے مسلسل دشمن کا تعاقب جاری رکھا اور وہ بھی دریا کے مشکل راستے پر۔

اگلے روز سکندر نے فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اپنی کمان میں اور دوسرا پیروڈیکس کی قیادت میں۔ اور سکندر نے اپنی ڈویژن کی قیادت کرتے ہوئے خود بیوار پر یلغار کی۔ مگر مقدونیوں پر حملے سے پہلے ہی ہندوستانی فصیل شہر سے پیچھے ہٹ کر قلعے میں پناہ گزیں ہو گئے۔ چنانچہ سکندر نے سب سے پہلے فصیل کا ایک دروازہ توڑا اور دوسرے ہم طنوں سے پہلے ہی شہر کے اندر داخل ہو گیا۔ پیروڈیکس اور اس کی فوج کو شہر کی دیواروں میں راستے بنانے میں مشکلات پیش آئیں اور وہ کافی دیر بعد شہر میں داخل ہوئے۔ دراصل ہوا یہ تھا کہ ان میں سے اکثر اپنے ساتھ سیرھیاں لانا بھی بھول گئے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ شہر کے آس پاس کوئی محافظ ہی موجود نہیں تو انہوں نے یہ فرض کر لیا کہ شہر پر مقدمہ فوج کا قبضہ ہو گیا ہے۔ تاہم اب انہیں پتہ چلا کہ شہر فتح نہیں ہوا اور ملوئی مقدونیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے قلعے میں صفائی بند ہیں۔ انہوں نے بعض جگہ دیوار میں سرگن لگائی اور بعض جگہ سیرھی کے ذریعے اس کے اوپر چڑھ گئے۔ سکندر نے محسوس کیا کہ اس کے سیرھی والے فوجی بلا وجہ ادھر ادھر گھوم رہے ہیں تو اس نے تاؤ کھا کر ایک سپاہی سے سیرھی چھین کر دیوار سے لگائی اور اس پر چڑھنا شروع کر دیا۔ دفاع کے لیے اس نے سر پر ڈھال تانے رکھی اس کے بعد پنکھا س تھا جس نے وہ مقدس ڈھال اخخار کی تھی۔ یہ ڈھال سکندر نے انہن ایتنا کے مندر سے حاصل کی تھی اور ہر جگہ میں یہ اس کے ساتھ رہتی تھی۔ اس کے بعد لیوناٹوس تھا جو سکندر کا باڈی گارڈ تھا وہ بھی اسی سیرھی کے ذریعے اوپر چڑھا۔ اس کے بعد ایک دوسری سیرھی کے ذریعے اریاس چڑھا جو اپنی معمر کے آرائیوں اور بہادری کی وجہ سے دوسرے سپاہیوں کے مقابلے میں دگنی تھنواہ اور الاؤنس لیتا تھا۔ اب بادشاہ دیوار کے لفربیا آخری سرے تک پہنچ گیا تھا جس کے ساتھ اس نے اپنی ڈھال لگا کر کی تھی اور وہ دیوار کے دوسری طرف ہندوستانیوں کو پیچھے ہٹا رہا تھا بلکہ اپنی تلوار سے وہاں پر باقی ہندوستانیوں کو ہلاک کر چکا تھا اور دیوار کو بھی تقریباً پار کر چکا تھا۔ تاہم وہ دشمن کے سامنے ڈٹا رہا۔ خون تیزی سے خارج ہو رہا تھا کمزوری

کے باعث اسے چکر آنے لگے اور وہ غش کھا کر اپنی ڈھال کے اوپر گر پڑا۔ اب ہو کیناں نے اس کے اوپر وہی مقدس ڈھال تباہی اریومنیا سے آس پاس کے جملوں کو روکنا شروع کر دیا مگر یہ دونوں آدمی بھی بڑے زخم کھا چکے تھے اور خود سکندر بے ہوشی کے عالم میں تھا۔ مقدونی بڑے پریشان تھے۔ ان سپاہیوں نے اپنے بادشاہ کو فصیل پر دیکھا تھا جہاں دشمن اسے نشانہ بنارہے تھے۔ انہوں نے اسے دیوار کے اندر کو دتے بھی دیکھا تھا۔ یہ وہی سپاہی تھے جو جلد بازی میں دیوار تک پہنچنے کی وجہ سے ٹیڑھی کو ہی توڑ بیٹھے تھے اور اب انہیں یہ دھڑ کا لگا ہوا تھا کہ خدا جانے بادشاہ کے ساتھ کیا بیٹی، انہوں نے دیوار پر چڑھنے کی کئی تدبیریں سوچیں۔ دیوار مٹی (گارے) کی تھی تو انہوں نے اس میں کلیاں ٹھونک ٹھونک کر جھولتے ڈولتے اور چڑھنے کی سعی کی۔ پھر کچھ سپاہیوں نے ایک دوسرے کے کندھے پر سوار ہو کر دیوار کے سرے تک پہنچنا شروع کیا۔ جو سب سے پہلے پہنچا اس نے قلعے کے اندر چھلانگ لگائی اور پھر دوسرے سپاہیوں نے اسی طرح دیوار سے قلعے کے اندر کو دنا شروع کر دیا۔ جب انہوں نے دیکھا بادشاہ چت پڑا ہے تو انہوں نے بلند آواز سے چینیں مارنا شروع کیں اور پھر بادشاہ کی ڈھال کو کپڑا کپڑا کر اس کا دفاع کرتے رہے۔ دریں اثناء کچھ سپاہیوں نے دیوار کو ایک جگہ سے تھوڑا توڑا توڑا بر جوں کے درمیان ایک دروازے پران کا قبضہ ہو گیا۔ انہوں نے اندر جانا شروع کر دیا مگر پھر کوئی رکاوٹ آگئی اور چوکھت باہر نکل آئی تو انہوں نے اپنے پورے زور کے ساتھ اسے پھر دیوار میں سیدھا کر دیا اور اس کے ذریعے سے اسی حصے میں جا داخل ہوئے جہاں پر سکندر رخی ہوا تھا۔

جو مقدونی سپاہی اندر داخل ہوئے انہوں نے ہندوستانی مرد عورت بیچ سمجھی کو بلا امتیاز تھے کہ سکندر کا جسم اٹھا کر ڈھال پر رکھا اس کی بیض اب بھی بڑی مدھم تھی اور نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وہ بچے گا بھی کہ نہیں۔ بعض لکھنے والے پہنچار یہ کہتے ہیں کہ حکیم کرٹوڈیکس نے سکندر کے زخم کو جراحی سے کھلا کیا اور اس میں سے تیر نکال لیا۔ کچھ لکھنے والوں کا کہنا ہے کہ اس بھرائی وقت میں وہاں پر کوئی بھی سرجن یا جراح موجود نہ تھا اور سکندر نے اپنے افسر پر ڈیکس سے کہا کہ وہ اپنی توار سے زخم کو کھول کر اس میں سے تیر نکالے۔ تیر نکلنے کے ساتھ ہی زخم سے خون اتنی تیزی سے جاری ہوا کہ سکندر کو پھر غش آگیا۔ اب بادشاہ کے مصائبین اور بادی گارڈز کو محسوس ہوا کہ بادشاہ سخت خطرے میں ہے تو انہوں نے گھبرا کر اس سیڑھی پر چڑھنا شروع کر دیا مگر جلدی میں ہوا کہ سیڑھی ٹوٹ گئی اور جلوگ دیوار کے سرے تک پہنچ چکے تھے وہ بھی نیچے

آن گرے۔ گویا دوسروں کا چڑھنا بھی ممکن نہ رہا۔ سکندر دیوار کے اوپر آگیا تھا ہندوستانیوں کو اس کے قریب آنے کی توجہت نہ پڑی مگر وہ قریبی بر جوں سے اس پر چیزیں پھینک رہے تھے ان کے علاوہ شہر کے اندر کے لوگوں نے بھی اس پر تیر چلائے۔ فاصلہ کوئی زیادہ بھی نہ تھا۔ پھر دیوار کے اس حصے کے ساتھ مٹی کا ایک ڈھیر بھی پڑا تھا۔ فضیل کے اوپر سکندر اپنے شاندار تھیاروں اور اپنی جرأت و بہادری کے ساتھ بہت ہی نمایاں نظر آ رہا تھا۔ اب اس نے سوچا کہ اگر وہ اس کھلی جگہ پر اسی طرح کھڑا رہتا تو اسے شدید خطرہ لاحق ہے اور اگر یہاں موت کا نشانہ بن گیا تو اس کی کوشش رایگاں جائے گی۔ اور اگر وہ دیوار سے شہر یا قلعے کے اندر کو د جائے تو شاید اس کی جرأت و توجہت کے باعث ہندوستانی دہشت زدہ ہو کر رہ جائیں۔ اگر وہ انہیں بے بس کر دے اور اگر ایسا نہ ہو اور وہ مارا بھی جائے تو یہ عام موت نہیں ہوگی بلکہ یہ ایک ایسا معمرا کہ شمار ہو گا جو آنے والا زمانہ یاد رکھے گا۔ یہ فیصلہ کرتے ہی وہ دیوار سے قلعے کے اندر کو د گیا اور دیوار کے ساتھ ساتھ چل کر اس نے اپنی تلوار کے ساتھ ان ہندوستانیوں کو ہلاک کیا جو اس پر حملہ کے لئے تیار تھے اہم بات یہ تھی کہ ہندوستانیوں کا حاکم بڑی بہادری کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا مگر وہ بھی سکندر کی توارکا شکار ہو گیا۔ اس نے دیکھا ایک اور ہندوستانی اس کی طرف بڑھ رہا ہے تو اس نے پھر اٹھا کر مارا، ایک اور آگے آ رہا تھا اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ پھر جو کوئی اس کی طرف آتا وہ اسے توارکی دھار پر رکھ لیتا۔ اب کوئی بھی دشمن کی طرف بڑھنے کی جرأت نہیں کر رہا تھا تاہم وہ اکٹھے ہو کر جو کچھ ان کے ہاتھ میں آتا وہ اس پر پھینک رہے تھے۔

سیر ہمیٹن سے پہلے صرف پیوکٹاس ابریاس اور ان کے بعد لیونتیاس دیوار کے اوپر پہنچ چکے تھے چنانچہ اس بحرانی لمحے میں تینوں دیوار سے قلعے کے اندر کو د گئے اور بادشاہ کو گھیرے میں لے کر دشمن سے لڑنے لگے، ابریاس کے ماتحت میں دشمن کا تیر لگا وہ گر پڑا۔ ایک تیر سکندر کی زرہ کو چیڑتا ہوا اس کے سینے کو لگا اور ٹپٹولی کے بقول اس کے زخم سے ہوا اور لہو بولتے ہوئے نکلے تاہم اسی غشی کے طفیل خون بہنا بند ہو گیا۔ اس حادثے کے بارے میں مورخوں نے بہت سی داستانیں اور قصے بنائے کئی ایک نے ایسے اختراع کئے اور انہیں شہر بھی حاصل ہوئی۔ ان میں سے کچھ بڑے مستند بھی ہوئے اور ہم تک بھی پہنچتا ہم تاریخ ہی ان جھوٹے قصوں پر ایک روز پر دہوال سکے گی۔

مثلاً عام طور پر یہ لکھا جاتا ہے کہ سکندر پر یہ واردات آکسید اگئی الوگوں کے ہاتھوں گذری مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ ملوٹی علاقے میں پیش آیا۔ ملوٹی ہندوستان کی ایک آزاد قوم تھی، شہر ملوٹیوں کا تھا اور ملوٹیوں نے ہی سکندر کو رخی کیا تھا۔ ملوٹی لوگ یقینی طور پر آکسید را کامی قبیلے کے ساتھ مل کر سکندر کا مقابلہ کرنے پر رضامند ہو چکے تھے مگر سکندر نے اس بے آب و گیاہ سر زمین پر اچانک اور طوفانی حملہ کر کے ان قبائل کو متعدد ہی نہیں ہونے دیا۔

سکندر اس جگہ پر زخم کے صحیح ہونے تک رک گیاتا ہم جب فصیل کا معزز کاری ہوا تو یہ پہ میں یہ خبر پہنچی کہ سکندر رخی ہو کر مر گیا ہے۔ اس خبر پر فوری رعمل آہ و بکاہ کی صورت میں ہوا کیونکہ ہر ایک فوجی کو غم و اندوہ کی سوچ نے دبوچ لیا۔ تاہم یہ دکھ درد کا غبار بیٹھا تو سکندر کی جانشی کے بارے میں دعویدار اور قبل لوگوں میں سے اس کے پائے کا کمائنا رسانے لانے کے بارے میں وہ انتہائی مایوسی اور شک و شبہات کا شکار ہونے لگے۔ انہیں یہ خوف بھی دامن گیر تھا کہ وہ چاروں طرف سے جنگ جو قوموں میں گھرے ہوئے ہیں اور وہ کسی طرح صحیح سلامت وطن نہ لوٹ سکیں گے۔ یہ حقیقت تھی کہ ہر چند بعض قوموں کو زیر کر لیا گیا تھا مگر بعض کو بھی فتح نہیں کیا گیا تھا کیونکہ خدا شہ بھی تھا کہ جو مفتوح ہیں، سکندر کے مرنے کے بعد بااغی ہو کر اپنی آزادی کے لیے لڑیں گی اور جو مفتوح نہیں ہوئیں وہ بھی انہیں نقصان پہنچا سیں گی، انہیں یوں محروس ہوتا تھا کہ ان ناقابل عبر دریاؤں میں گھر گئے ہیں انہیں اپنے چاروں طرف مشکلات ہی مشکلات نظر آ رہی تھیں اور ان سے رہائی کے لیے خواہش یہ تھی کہ انہیں کوئی بادشاہ یا سربراہ مل جائے۔ مایوسی اور خوف کے اس ماحول میں یہ خبر ملی کہ بادشاہ زندہ ہے لیکن انہیں اس خبر پر اعتبار ہی نہیں آ رہا تھا وہ یہ مانے کے لیے آمادہ ہی نہ تھے کیونکہ ان کے خیال میں وہ زخموں سے جانبز ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ حتیٰ کہ خود بادشاہ کی طرف سے ایک خط میں کہا گیا کہ وہ خوکی پہ میں آئے گا مگر سپاہی خوف کی ایسی حالت میں تھے کہ اس خط کو بھی بادشاہ کے جرنیلوں اور بادڑی گارڈز کی جعل سازی قرار دے رہے تھے۔

جب سکندر کو فوجیوں کی اس حالت کا علم ہوا تو اس نے فوج میں مزید سر ایسیگی اور بغاوت کو روکنے کے لیے فوجیوں کے سامنے پیش ہونے کا فصلہ کیا اسے ایک کشتی پر سوار کر کے دریائے

۱۔ بہت سے قدیم لکھنے والوں نے انہی ہائیڈ اکائی، سائیڈ اکائی اور سراکون سائی ہمی کہا ہے۔ متن لکھنے والوں کا ان کے سلسلہ نام پر بھی اختلاف ہے۔ مختلف نام یہ ہیں سوراکا، اسوراکا، شوڈرا، شوورا کا وغیرہ وغیرہ۔

ہائیڈر رنس (راوی) پر سے گذارا گیا اور چناب اور راوی کے سعْم پر ۱ فوجی کمپ کے سامنے سے گذرائیکمپ میں پہلا سپیشن بری فوجیوں کا اور نیز کوس بھری بیڑے کا کمانڈر تھا۔ جب سکندر کا پیڑہ کمپ سے گزرنے لگا تو اس نے حکم دیا کہ سائبان ہشاد بیا جائے تاکہ سب لوگ اس کو دیکھ سکیں۔ مگر بعض فوجیوں کو اب بھی شہر رہا کہ سکندر زندہ نہیں رہا اور جہاز پر سکندر کی لاش رکھی ہوئی ہے تاہم جب جہاز کنارے کے قریب آیا تو سکندر نے جم غیری کی طرف سلام کی غرض سے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور کچھ نے تب ہجوم نے خوشی سے نعرے لگائے اور کچھ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور کچھ نے سکندر کا خیر مقدم کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ سپاہیوں کے لیے یہ منظر ناقابل یقین تھا، ہم خوشی سے بے ساختہ ان کے آنسو نکل آئے۔ کچھ مصاحب ایک گاڑی لے کر آئے کہ وہ اس پر بیٹھ کر دریا کے کنارے پر آئے مگر اس نے کہا گھوڑا لایا جائے۔ جب وہ گھوڑے پر سوار ہوا تو ساری فوج خوشی سے فلک شکاف نعرے لگانے لگی۔ جن سے ارد گرد کی پہاڑیاں اور دادیاں گو نجت لگیں۔

ملویوں اور آکٹی ڈرا کالی کی اطاعت³²⁷ کے بعد سکندر نے فلپس کو علاقے کا حاکم مقرر کیا اور چناب کے ساتھ ساتھ سندھ اور چناب کے سعْم کی طرف روانہ ہوا۔ جب فلپس اپنا اثر و رسوخ صوبے سے باہر اور مغربی علاقوں کی طرف بڑھانے لگا تو اسے ایک ایوڈیس نے قتل کر دیا۔ تاہم قبل مسح میں پائلی پتر کے چندر گپت نے مقدونیوں کو بے دخل کر دیا۔ میا تھیز نے اس کا نام سنڈ راؤ کس بتایا ہے۔ اس شہزادے کا خاندان شہنشاہی ہندوستان پر دوسری صدی قبل مسح کے شروع تک حکمران رہا۔ اس زمانے میں باختزیوں اور یونانیوں نے حملہ کر کے اس علاقے پر قبضہ کر لیا، دراصل باختزیوں کو ان کی اپنی سلطنت سے نکال دیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس علاقے پر یوپی نسل کا عظیم کشان قبیلہ³²⁸ قبل مسح سے 470ء، عیسیوی تک حکمران رہا۔ حکمرانی میں ان کا قرابت دار لک یوچی بھی شامل ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ 470ء سے 550ء تک الفیتحا الائنس سفید ہنوں کی حکومت رہی۔ سفید ہنوں کے درمیان فیصلہ کن جنگ کہروڑ ضلع (متان) میں ہوئی۔ ہندوراجہ بکرما جیت نے (544ء کے قریب) سفید ہنوں کو فیصلہ کن شکست دی، الیرونی کے بقول کہروڑ ملتان اور قلعہ لونی کے درمیان واقع ہے تاہم ضلع ملتان میں قصبه کہروڑ کو الیرونی والا کہروڑ قرار دینا خاصا مشتبہ ہے۔

ملتان کی بعد کی تاریخ کے واقعات عرب جغرافیہ دانوں کی تحریروں میں ملتے ہیں اس

۱ راوی اور چناب کا سعْم۔ یہ دریا ایک زمانے تک ملتان کے مغرب میں ایک دریے سے ملتے تھے۔

۲ ایلیٹ کی تاریخ ہندوستان کے پہلے باب میں شامل

زمانے میں ملتان سلطنت سندھ کے ایک اہم صوبہ کا صدر مقام تھا۔ جب پہلی بار عرب وادی سندھ میں داخل ہوئے تو یہاں ایک براہمی نامہ تھی کی حکومت تھی، تھی نے رائے خاندان کے آخری حکمران سہی رائے کی موت کے بعد تخت ہٹھیا لیا تھا اس خاندان کے بارے میں کوئی زیادہ تفصیلات میسر نہیں۔^۱ تاہم تھی نامہ کا بیان ہے کہ سہی رائے کے بانی سہاراں نے اپنی سلطنت چار صوبوں میں تقسیم کی تھی، شمال صوبے کا صدر مقام ملتان تھا اس صوبے کی سرحد کشمیر تک پہلی ہوئی تھی۔^۲ سراتھی ایلیٹ نے تخت پر قبضہ کرنے کی تاریخ ۱۰ھ متعین کی ہے۔ جو ۶۳۱ء عیسوی بنتی ہے۔ رائے خاندان کا صدر مقام الور تھا۔ تھی اور پر قبضہ کرنے کے بعد شمال میں ملتان کے صوبے کی طرف بڑھا جہاں ملک با چھر احکمران تھا جو ساہی رائے کا رشتہ دار تھا۔ دریائے پیاس ان دونوں الگ بہتا تھا۔ اسے عبور کرنے کے بعد تھی نے باجھرا کے میٹے کو شکست دی اور قلعہ سکا پر قبضہ کیا جو وادی کے کنارے ملتان کے مقابلہ تھا، تھی نے راوی کو عبور کیا اور صدر مقام کا محاصرہ کر لیا باجھرا نے تخت مقابلہ کیا مگر پھر وہ شہر پناہ کے اندر چلا گیا۔ اس نے کشمیر کے رجس سے مدد کی ناکام درخواست کی اور پھر با عزت شرائط کے ساتھ اطاعت اختیار کر لی۔ تھی نے ملتان سے نکل کر صوبے کے شہروں براہم نور، کھروڑ اور اشبار کو فتح کیا اور پھر شمال کی طرف سے ہمالیہ کے دامن میں پہنچا اور اس نے اپنے ملک اور کشمیر کی حد مقرر کی۔^۳ تھی ۶۷۱ء عیسوی میں مرزا اور اس کا بھائی چندر تخت نشین ہوا چندر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بدھ مت کا پرجوش مقلد تھا۔^۴

۶۷۰ء میں چندر کا جانشین اس کا بھتیجا داہر ہوا جو تھی کا بیٹا تھا۔

سال ۶۴۱ء کے آخر میں تھی ابھی زندہ تھا کہ چینی یا تری ہیون سانگ سندھ سے ہوتا ہوا ملتان پہنچا۔ ہیون سانگ کی یادداشتیں مختصر اکھاہے وہ دریائے سندھ کے دائیں کنارے سے مولوں پولو (مولستان پورہ) کی سلطنت میں پہنچا۔ اس نے شہر میں سورج دیوتا کے مندر کا مختصر تذکرہ بھی کیا ہے۔ بہرحال یون سانگ کے سفر نامے میں اس زمانے کے پنجاب کی جو شناخت کرائی گئی ہے اس میں اور عرب جغرافیہ دانوں کی کتابوں میں دی گئی تفصیل میں مطابقت کرنا براہ مشکل کام ہے تاہم اس نے جو کچھ تھی اور تھیک تھیک لکھا وہ قابل داد ہے۔

^۱ تھی نامہ میں تین حکمرانوں کے نام آئے ہیں ساہی رائے و لدساڑس و لدساہی رائے تھیہ اکرام میں مرید اور نامہ ہیں۔ اور اور عرب تاریخ مجموعہ واردات میں لکھا ہے کہ خاندان کی تاریخ دوپر اسالوں پر بھیط ہے۔^۲ تھی نامہ

عربوں کا عہد (700ء-790ء)

اکثر یہ بات بھلا دی جاتی ہے کہ ہبھوں سانگ نے جب ہندوستان کا سفر اختیار کیا اس وقت میں ہجری سال بیت چکے تھے اور اس کے جانے کے بیش برس بعد ہی عرب سندھ کے دروازے پر دستک دے رہے تھے۔ یہ سچ ہے کہ عربوں کے ہندوستان کی طرف آنے میں کئی عوامل حائل تھے۔ وادی سندھ پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے وہ سپین کو فتح کرنے نکل پڑے۔ بدھ زائر کے ملتان سے واپس جانے کے ستر برس بعد مسلمان فاتحین اس کے نقش قدم پر ملتان میں پہنچ گئے تھے۔ زیریں سندھ کے بھری قزاقوں کی سینہ زوری نے خلیفہ کو سندھ کی طرف متوجہ کر دیا پھر انہارہ سالہ پر جوش جزول کی کمان میں عربوں نے سندھ پر حملہ کر دیا۔ وہ سچ خاندان کے پس مانگان کو شکست دیتے ہوئے قلعہ پر قلعہ فتح کرتے ملتان تک پہنچ گئے۔

اس علاقے میں اس طور اسلام متعارف ہوا اور یہاں قائم ہو گیا۔ تاہم یہ سمجھنا غلط ہو گا کہ ملتان کا علاقہ ایک دم مسلمانوں کا علاقہ بن گیا۔ البتہ یہاں مسلمان اکثریت میں ہو گئے جیسا کہ آج کل وہ اکثریت میں ہیں۔ حملہ آور فوج کی تعداد بہت کم تھی پھر یہ فوج اپنے ملک سے بہت دور آئی تھی اس کے رسیدی رابطے زیادہ مضبوط نہ تھے۔ یہ ملتان پر ایک طرح کی فوجی انتظامیہ تھی۔ گورنرخوں ملتان سے چند میل دور چھاؤنی میں رہتا تھا۔ اس کا ایک ماتحت حاکم (چھوٹا گورنر) کہروڑ میں تھا آبادی کی اکثریت کافر راجپتوں کی تھی۔ فاتحین تو عرب ہی تھے ان میں سے بہت کم عرب یہاں پر آباد ہوئے یا انہوں نے ادھر نقل مکانی کی۔ علاقے میں سیدوں یا قریشیوں کا کوئی ایسا خاندان نہیں ہے جو غزنوی حملوں سے پہلے یہاں آ کر آباد ہوا ہو۔ مسلمانوں کے تین سو سالہ حکومت میں مقامی باشندوں کو زبردستی مسلمان بنانے کی بھی کوئی روایت نہیں ملتی۔ (وہاں دیوان چاولی مشائخ کے ڈھڈی یوں نے اسلام قبول کر لیا تھا)۔ ہندوؤں کی اکثریت دریا کے کنارے کے ساتھ آباد تھی انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا تھا انہیں مالیہ اور فی کس محسوب دینا پڑتا تھا، ان کے اندر ورنی معاملات میں کوئی مداخلت نہ کی جاتی تھی اور مسلمانوں کی ابتدائی کامیابیوں کے بعد ہندوؤں کے مذہبی اداروں سے بھی کوئی چھیڑ چھاؤ نہیں کی جاتی تھی۔

خلافت کا زور کم ہونے لگا تو نویں صدی میں ملتان بقدر کے غلیفہ سے عملًا آزاد ہو گیا۔ ان حاکموں نے مقامی باشندوں پر کس طرح اپنی حکومت قائم رکھی اس کے بارے میں کچھ کہنا آسان نہیں، مسعودی کے کہنے کے مطابق ان کا اقتدار اس لئے قائم رہا کہ سورج دیوتا کا مندر ان

کی دسترس میں تھا، غالباً اس وقت ولیٰ اور پنجاب کی حکومتیں بظاہر طاقتور بیان کی جاتی ہیں مگر عملاً اتنی کمزور تھیں کہ وہ ملتان میں مقیم مسلمان فوجوں پر کوئی اثر نہ لے سکے اہل ہی نہ تھیں جبکہ شامل میں شاہی خاندان کو مسلسل ان مسلمان حملہ آوروں کا سامنا تھا جو قندھار اور کابل سے آتے تھے۔ اس تمام عرصہ میں کوئی جنگ نہیں ہوئی اور ملتان کا علاقہ تین سو سال تک اسلام کا بیرونی قلعہ بنا رہا جبکہ باقی سارا علاقہ جو آج کل کے پنجاب میں شامل ہے۔ ہندو حکمرانوں کے زیر نگین رہا۔

واقعات

664ء عرب بول نے وادی سندھ پر حملہ کیا۔ فرشتہ کہتا ہے کہ وہ ملتان تک پہنچ گرا بلاد ری کے نزدیک یہ بات صحیح نہیں ہے۔ (ایلیٹ ص ۱۱۶)

712ء محمد بن قاسم فاتحانہ انداز میں سندھ فتح کرتا بالآخر وادی سندھ کی طرف بڑھا۔ سکھر کے نزدیک اس نے راجہ داہر کو شکست دی اور ملتان کی طرف بڑھا۔ (جو موجودہ اچھی خیال کیا جاتا ہے) کو فتح کرنے کے فوراً بعد اس نے قلعہ سکا پر حملہ کیا۔ لگتا ہے کہ یہ مقام دریائے راوی کے مغربی کنارے پر ملتان کے بالکل سامنے واقع تھا اور آخر کار ملتان کو ہی جالیا۔

البلادری نے اس مہم کا یہ حال بیان کیا ہے۔

محمد دریائے بیاس کے اس طرف واقع قصبہ اسکے کی طرف بڑھا۔ قبضہ کر لیا اب یہاں پر گھنٹر ہیں، پھر اس نے بیاس عبور کیا اور ملتان کی طرف بڑھا۔ اس جنگ میں بی بی قبلہ کے عمر کے بیٹے زائد نے بہادری کے زبردست جوہر دکھائے اور عظمت پائی۔ کافر تر بتہو کر شہر کے اندر چلے گئے اور محمد نے شہر کا محاصہ کر لیا تاہم مسلمانوں کے لیے رسکی اتنی کمی ہو گئی کہ انہوں نے خپر تک کھائے۔ پھر ایک بوڑھا آدمی آیا جس نے مسلمانوں کو اس آبی گذرگاہ کی نشاندہی کرائی جس کے ذریعے دریائے پیغمد سے پانی شہر کے اندر جاتا تھا۔ یہ پانی شہر کے اندر کنوں نما تالاب میں جاتا تھا۔ محمد نے دریا سے جانے والی یہ آبی گذرگاہ تباہ کر دی اور پھر پیاس سے شہریوں نے اک ایک کر کے اطاعت مان لیا۔ اس نے تھیمار چلانے کے اہل مردوں کو قتل کر دیا بچوں کو قیدی بنایا اور مندر کے پیچاریوں اور نہتوں کو بھی گرفتار کر لیا ان کی تعداد چھ ہزار کے قریب تھی۔

۱۔ غالباً ان دونوں راوی ملتان شہر کے مغرب میں بہتا تھا۔ کنندہ (آلنہ، اکساندرا عد کندا، دغیرہ) کو اچھا جانے لگا ہے۔ مگر معاملہ میکوک ہے۔ قلعہ سکا کہاں تھا معلوم نہیں۔ غالباً اُسی ریلوے اسٹیشن کے جنوب میں وہاں تھا جہاں اب مائی پاک دامن کا مزار ہے۔

MashalBooks.org